۲۳۔ بابِ معاشرتی فرائض

تمہیں اپنے ماتحتوں کے ساتھ، خواہ وہ خاص ہوں یا عام، منصفانہ سلوک کرنا چاہیے۔ تمہیں ان کی پوری پوری حفاظت اور نگہداشت کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ تم سے ان کے ضمن میں جواب طلبی کرے گا اور ہر گلہ بان سے اس کے گلہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

تمہارے 'خاص ماتحتوں' سے میری مراد تمہارے سات اعضا ہیں۔ ان سات اعضا میں تمہاری زبان، کان، آنکھیں، معدہ، اعضائے مخصوصہ، ہاتھ اور پاؤں شامل ہیں۔ یہ تمہارے ماتحت بھی ہیں جو اللہ نے تمہیں عطا کیے ہیں اور ایک امانت بھی جو اس نے تمہیں سونپی ہے۔ ان اعضا کو تمہیں گناہوں سے بچانا چاہیے اور اللہ کی فرماں برداری میں لگانا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان اعضا کو اس غرض سے بنایا ہے کہ ان کے ذریعے تم اُس کی اطاعت کرو اور یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہیں جن کے لیے ہمیں اس کا شکر گزار ہونا چاہیے اور اس شکر گزاری کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کیا جائے نہ کہ اس کی نافرمانی میں۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تم اللہ کی نعمت کا کفران کرو گے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ان اعضا کو تمہارے لیے مسخّر نہ کیا ہوتا اور انہیں استعمال کرنے کا اختیار تمہیں نہ دیا ہوتا تو تم ان سے کبھی بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتے تھے۔ جب تم اپنے کسی عضو سے گناہ کا کوئی کام لینے کا ارادہ کرتے ہو تو وہ زبانِ حال سے کہتا ہے 'اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور مجھے ایسا کام کرنے پر مجبور نہ کر جسے

کرنے سے اللہ نے منع کیا ہے'۔اور اگر تم اس کے باوجود گناہ کا ارتکاب کرتے ہو تو وہ اللہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے 'اے اللہ! میں نے اسے منع کیا تھا مگر اس نے میری بات نہیں سنی۔اس نے جو کچھ کیا ہے میں اس سے بَری ہوں'۔ایک روز تم اللہ کے حضور کھڑے ہو گے اور یہ اعضاٗ تمہارے اچھے بُرے اعمال کی گواہی دیں گے۔

يَوۡمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُۥ مِنَ ٱللَّهِۚ مَا لَكُم مِّن مَّلۡجَإٍ يَوۡمَئِذٍ وَمَا لَكُم مِّن نَّكِيرٍ

(۴۲:۴۷)

ترجمہ: ''اس دن جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں۔اُس دن تمہیں کوئی پناہ نہ ہو گی اور نہ تمہیں انکار کرتے بنے''

يَوۡمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ (۲۶:۸۸)

ترجمہ: ''جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے''

إِلَّا مَنۡ أَتَى ٱللَّهَ بِقَلۡبٍ سَلِيمٍ (۲۶:۸۹)

ترجمہ: ''مگر وہ جو اللہ کے حضور حاظر ہوا سلامت دل لے کر''

جہاں تک تمہارے ''عام ماتحتوں'' کا تعلق ہے تو ان میں وہ تمام لوگ شامل ہیں جن کی ذمہ داری اللہ تعالٰی نے تمہیں تفویض کی ہے جیسے بچے،اہلیہ اور ملازم۔تم پر لازم ہے کہ تم انہیں ان احکامات کی بجا

آوری کا حکم دو جو اللہ کی طرف سے فرض کیے گئے ہیں اور ان باتوں سے روکو جن کا ارتکاب اللہ نے منع فرمایا ہے۔ انہیں فرائض کی طرف سے غفلت کرنے اور ممنوعہ کاموں کا ارتکاب کرنے کی چھوٹ دینے سے خبردار رہو۔ انہیں ایسے نیک کاموں کی طرف بلاتے رہو جو آخرت میں ان کی نجات اور سعادت کا موجب بنیں۔ انہیں ادب کی تعلیم دو۔ دنیا کی محبت اور شہوات کو ان کے دل میں گھر نہ کرنے دو اگر تم ایسا کرو گے تو تم ان کا نقصان کرو گے۔ یہ بھی وارد ہوا ہے کہ انسان کے بیوی بچے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور اس انسان کا گریبان پکڑ لیں گے اور کہیں گے: 'اے ہمارے رب! اس شخص نے ہمیں ان فرائض کی تعلیم ہی نہیں دی جن کا حکم تو نے دیا ہے، ہمیں اس سے بچا'۔

تمہیں چاہیئے کہ ان کے ساتھ عدل اور مہربانی کا سلوک کرو۔ عدل سے مراد اخراجات، لباس اور رہن سہن کے حوالے سے ان کے جائز حقوق کی ادائی ہے۔ مظلوم کو اس کا حق دلوانا بھی عدل میں شامل ہے۔ حدیث شریف میں یوں بھی آیا ہے کہ اس شخص کو جابر لکھا جائے گا جو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ ظلم و زیادتی روا رکھے۔ رہی بات فضل و احسان کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو، اپنے حقوق کے لیے بھی ان کے ساتھ سختی نہ کرو اور ان کے ساتھ حُسنِ اخلاق سے پیش آؤ۔ گناہ سے بچتے ہوئے ان کے ساتھ کچھ یوں ہنس بول لیا کرو کہ ان میں اجنبیت اور بیزاری کا احساس کم ہو جائے تاہم احترام اور تعظیم قائم رہے۔ ان میں سے کسی سے اگر غلطی سرزد ہو جائے تو اسے معاف کر

دو اور کوئی تمہیں رنجیدہ کرتا ہے تو اس کی باطنی پاکیزگی پر توجہ دو۔ اگر وہ تمہارے مال میں خیانت کرتے ہیں اور تم در گزر کرتے ہو تو ہو سکتا ہے ایک دن یہ بات تمہیں بھلائی کے پلڑے میں رکھی ملے۔ یہ بات تو جائز نہیں کہ انہیں تو تمہاری وجہ سے سزا ملے اور تمہیں ان کے سبب ثواب۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: 'غلام کو دن میں کتنی بار معاف کرنا چاہئے؟'۔ آپؐ نے فرمایا: 'ستّر بار'۔ یاد رہے کہ یہ معافی حقوق العباد کے حوالے سے ہے حقوق اللہ کے ضمن میں ہر گز نہیں۔ اپنے گھر کی عورتوں کا خوب خیال رکھو اور ان کی تربیت پر خصوصی توجہ دو۔ انہیں حیض، غسل ،وضو، نماز، روزے اور حقوق الازواج وغیرہ کے بارے میں تعلیم دو۔

معاشرتی حقوق کے ضمن میں ذمہ داریوں کا دائرہ بہت وسیع بھی ہو سکتا ہے اور اس میں بہت سے افراد شامل ہو سکتے ہوں جیسا کہ حکمرانوں اور علمأ کا معاملہ ہے۔ 'ہر گلہ بان سے اس کے گلہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا'۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُ بِٱلۡعَدۡلِ وَٱلۡإِحۡسَٰنِ وَإِيتَآيِٕ ذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ (١٦:٩٠)

ترجمہ: ''بیشک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا''

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

'اے اللہ! ان پر نرمی کر جنہیں دوسروں پر اختیار دیا گیا اور انہوں نے نرمی کا برتاؤ کیا اور ان کے ساتھ سختی کر جنہوں نے سختی کا برتاؤ کیا۔'

آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جب اپنی رعایا کو دھوکا دینے والا حکمران مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنّت کو اس پر حرام کر دیتا ہے۔

اپنے والدین کے وفادار اور فرماں بردار رہو کیونکہ یہ ایک فرضِ لازم ہے۔ ان سے قطع تعلقی سے خبردار رہو کیونکہ یہ ایک گناہِ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَـٰنًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ ٱلْكِبَرَ أَحَدُهُمَآ أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾ وَٱخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ ٱلذُّلِّ مِنَ ٱلرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ٱرْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِى صَغِيرًا ﴿٢٤﴾ (۱۷:۲۳،۲۴)

ترجمہ: ''اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ''ہُوں'' نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔ اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور

عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن (بچپن) میں پالا''

اور ایک مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

أَنِ ٱشْكُرْ لِى وَلِوَٰلِدَيْكَ (۳۱:۱۴)

ترجمہ: ''حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا''

ذرا غور کرو کس طرح اللہ تعالیٰ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو اپنی توحید کے ساتھ اور ان کے شکریئے کو اپنے شکر کے ساتھ مربوط کر کے بات کرتا ہے۔ اس لیے تمہیں ان کو خوش رکھنے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیے اور گناہ کے ارتکاب اور فرائض سے غفلت کو چھوڑ کر ان کے باقی سب حکم ماننے چاہئیں۔ تمہیں اپنے اوپر انہیں فوقیت دینی چاہیے اور ان کے امور کو اپنے کاموں پر ترجیح دینی چاہیے۔

یہ بات بھی والدین کی نافرمانی گردانی جائے گی کہ تم بھلائی کرنے کی اہلیت رکھنے کے باوجود ان کا بھلا نہ کرو۔ اسی طرح چیں بہ جبیں ہونا (تیوریاں چڑھانا) اور انہیں سرزنش کرنا بھی نافرمانی کے زمرے میں آتا ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے: ' جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کے فاصلے سے آتی ہے لیکن والدین کا نافرمان، صلہ رحمی کو قطع کرنے والا، عمر رسیدہ زناکار، اور تکبر کی نیت سے لمبا لباس پہننے والا

اس کو محسوس نہیں کر سکتا۔ بے شک تکبر صرف اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے'۔ آپ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے 'جس کسی پر یوں صبح طلوع ہوئی کہ اس نے اپنے والدین کو راضی کرنے والے اور مجھے ناخوش کرنے والے کام کیے میں اس شخص سے خوش ہوں اور جس نے مجھے راضی کرنے کے کام (تو) کیے مگر اپنے والدین کو ناخوش رکھا، میں اس سے ناخوش ہوں'۔

والدین اپنے ہر ہر حق پر اصرار نہ کر کے اپنے بچوں کو وفاداری سکھانے میں مدد کر سکتے ہیں خاص کر آج کل کے زمانے میں جب وفاداری کم یاب ہے، بدی کا دور دورہ ہے اور والدین کے نزدیک وہی بچہ وفادار قرار پاتا ہے جو انہیں (کم از کم) گزند نہیں پہنچا رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے: 'اللہ ایسے ماں باپ پر رحم فرمائے جو اپنے بچے کو اپنا فرماں بردار بنانے میں مدد کرتے ہیں'۔

اپنی رشتہ داریوں کی پاسداری (صلہ رحمی) بھی تم پر لازم ہے اور اس کی ابتدا اپنے نزدیک ترین رشتوں سے کرو؛ اگر کوئی اچھی شے تمہارے پاس ہو تو اس میں سے اپنے اقربا کو بھی فراخ دلی کے ساتھ حصہ دو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَلَا تُشۡرِكُواْ بِهِۦ شَيۡـًٔاۖ وَبِٱلۡوَٰلِدَيۡنِ إِحۡسَٰنًا وَبِذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡيَتَٰمَىٰ
وَٱلۡمَسَٰكِينِ وَٱلۡجَارِ ذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡجَارِ ٱلۡجُنُبِ وَٱلصَّاحِبِ بِٱلۡجَنۢبِ (۴:۳۶)

ترجمہ: ''اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ

داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی"

اللہ نے اپنی عزیز کتاب (قرآن پاک) میں جابجا اقربا کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے؛ اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: 'اقربا کو صدقہ دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ (رحمی) بھی'۔ اور آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے: 'جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی پر رحم کرتا ہے'۔ اور یہ بھی فرمایا: '(حضرت) جبرائیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے حق کے بارے میں اس قدر وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنا دیں گے'۔

صلہ رحمی اور ہمسائے سے حسنِ سلوک کا کلّی حق اس وقت تک ادا نہیں ہوتا جب تک انسان انہیں ایذا پہنچانے سے گریز نہ کرے، ان کی طرف سے پہنچے والی تکلیف کو برداشت نہ کرے اور حسبِ استطاعت ان کے ساتھ بھلائی نہ کرے۔ آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: 'رشتوں کو قائم رکھنے والا وہ (شخص) نہیں جو (اچھے کاموں پر) انعام دے بلکہ وہ شخص ہے جو ٹوٹتے رشتوں کو (پھر سے) جوڑ دے'۔ اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: 'اس بات کو اپنی عادت بنالو کہ جب کوئی تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے تو تم بھی اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ اور جب کوئی تمہارے ساتھ بُرا سلوک کرے تو تم اس کے ساتھ بُرا برتاؤ نہ کرو'۔

سب توفیق اللہ کی طرف سے ہے